تہذیبِ غزل کے دوشاعر فراق اور فیض کے فکر وفن پر ایک نظر

بنٹی فرید علی سید
ریسرچ اسکالر، شعبۂ اردو
موہن لال سکھاڑیہ یونیورسٹی،
اودے پور، راجستھان

ملخص

فراق گورکھپوری اور فیض احمد فیض اردو زبان وادب کے نامور عالم، مایہ ناز مورخ، جدید انشاپرداز، نقاد، ادیب وشاعر ہیں۔ انھوں نے اردو شعر وادب کی نہ صرف دل وجان سے خدمت کی ہے بلکہ اس کو نئی جہتوں سے بھی روشناس کرایا۔ فراق گورکھپوری اور فیض احمد فیض کو اندازہ تھا کہ آنے والا وقت حقیقت شناسی اور سچائی کا متلاشی ہوگا جس میں خالص تصوراتی فکر وخیالات کو تصنع سے تعبیر کیا جائے گا۔ فراق اور فیض کا مطالعۂ دین ودنیا، زمانہ شناس، مستقبل شناس، دورس نگاہیں اور فکر وخیال زمانے کی سمت ورفتار کو بہت پہلے ہی بھانپ لیا تھا۔ چنانچہ دونوں کے افکار ونظریات میں اصلاح قوم، بیداری قوم، تعلیم وتربیت اور شعر وادب کی مقصدی نشوونما کو اولیت حاصل تھی۔ اور اس لائحۂ عمل کو زندگی کا مقصد بنا کر تاحیات اسے مکمل کرنے میں صرف کردیا۔ فراق اور فیض کی نظموں اور غزلوں زبان زدِ عوام ہیں انھوں نے اپنے زمانے کو اس وقت کے حالات کو اپنی شاعری میں اس کچھ اس طرح سمودیا ہے کہ ان کی بات دل میں اترتی چلی جاتی ہے۔

☆☆☆

اردو زبان وادب میں فراق گورکھپوری اور فیض احمد فیض عبقری شخصیت کے مالک

تھے۔ پچھلے کچھ سالوں سے برِصغیر ہندو پاک میں پیدا ہونے والے حالات اہم اور قابلِ ذکر سیاسی اور سماجی حالات تہذیبی تحریکوں کی بہت سی پرچھائیاں ہمیں فراق اور فیض کے کلام میں مل جاتی ہیں۔ قوس وقزح کا رنگ پیش کرتی ہیں۔ ان کی شاعری فکر وفن کا حسین اور خوبصورت سنگم ہے۔ فراق اور فیض کی شاعری کے تمام اشعار کے ایک ایک لفظ سے ہمیں ان زمانے وقت اور حالات کی کشمکش کا احساس ہوتا ہے۔ انھوں نے عملاً مزدوروں کے مسائل سے دلچسپی لی اور ان تمام باتوں کا اثر فراق اور فیض کی شاعری پر صاف ظاہر ہوتا ہے۔ فیض بیک وقت غزل اور نظم دونوں میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ فیض ترقی پسند تحریک کے میر کارواں ہیں۔ ان کے کلام میں افسردگی اور درد وغم کے باوجود نا امیدی اور شکست کے جذبات نہیں ملتے ہیں۔ فیض کا عزم پختہ اور مستحکم ہے۔ ان کو اعتماد ہے کے زمانے کے ظلم وستم اور قید وبند کی صعوبتیں ان کے ارادوں اور مقاصد میں حائل نہیں ہو سکتے۔ فیض کی ابتدائی شاعری کا مرکز حسن وعشق اور رومانیت رہا ہے مگر جب اشترکیت سے وابستگی ہوئی تو فیض نے شاعری کے فنی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے عشق مجازی کی جگہ غم دنیا غم بنالیا۔

نقش فریادی، دست صبا، زنداں نامہ، دست تہ سنگ وغیرہ مجموعی پر غور کرنے پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ فیض نے اپنی شاعری میں غم دوراں کو غم جاناں بنا کر پیش کیا ہے۔ فیض اگرچہ اشتراکیت کے علم بردار تھے لیکن انھوں نے پہلے شاعری کے فنی تقاضوں کو اولیت بخشی اور اشتراکیت کے دوسرے درجے پر رکھا۔ دراصل فیض جذبات میں آکر ہنگامہ بپا کرنے والوں میں سے نہیں بلکہ ان کے مشاہدوں اور تجربات نے ان کی شاعری کو حقیقت سے قریب کر دیا ہے۔

روحِ کائنات، گل نغمہ، روپ، ساز، غزلیستان، شعرستان، دھرتی کی کروٹ، گلبانگ، شبنمستان، مشعل وغیرہ شعری مجموعوں کا مطالعہ کرنے سے فراق کی شاعری اور عشق کے مختلف روپ سامنے آتے ہیں۔ فراق غزل کے مشہور شاعر ہونے کے علاوہ نظم اور رباعی کے ممتاز شاعروں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ فراق نے ابتدائی دور میں امیر مینائی کے شاگرد وسیم خیرآبادی سے اصلاح لی۔ فراق کی ابتدائی شاعری میں امیر مینائی کا بھی اثر نظر آتا ہے۔ آپ

نے قدیم شعری روایات سے استفادہ کیا۔ میرؔ، مرزا غالبؔ، مصحفیؔ، حسرتؔ موہانی، فانیؔ کی شاعرانہ خوبیوں سے بھی فراقؔ نے استفادہ کیا۔ ان کے کلام میں وہی سوز و گداز و دردمندی ہے جو میرؔ کے کلام میں موجود ہے۔ فراق نے ایک مرتبہ کہا تھا آنے والی نسلیں تم پر فخر کریں گی کہ تم نے فراق کو دیکھا تھا۔ فراق عہد جدید کے ان غزل گو شعراء میں سے ہیں جس نے اردو کی عشقیہ شاعری میں ایک نیا موڑ پیدا کر دیا ہے۔ جو کسی سنگ میل سے کم نہیں ہے۔ ڈاکٹر فخر والاسلام اعظمی لکھتے ہیں:۔

> ''غزل کی نشاۃ ثانیہ اور اس کی رگوں میں نئے نئے فکر و خیال کا خون دوڑانے والوں میں فراق کا نام کئی وجوہ سے اہمیت کا حامل ہے جن کی غزل میں ماضی کی صحت مند روایتوں کے ساتھ ساتھ ان کے عہد کے ارتعاشات اور تھرتھراہٹیں اس طرح شامل ہو گئی ہیں کہ ان کی مثال اردو شاعری میں کمتر نظر آتی ہیں۔''

فراق اور فیض نے انگریزی کے استاد تھے۔ انھوں نے انگریزی شعراء کا مطالعہ کیا اور ان کو اپنے شاگردوں کو پڑھایا بھی۔ جس وجہ سے وہ دوسری زبانوں کے شاہکاروں تک پہنچے اس مطالعہ سے ان کے ذہن کو اور وسعت اور گہرائی ملی۔ انگریزی کی رومانی شاعری کے دل داہ اس کے ساتھ ہندوستانی تہذیب کے بھی پروردہ اور تربیت یافتہ تھے۔ معاشرت اور ادب کے مطالعے اور مشاہدے اور پھر ان کی ذاتی سوچ نے زندگی سے متعلق جو عرفان ان کو دیا۔ کہیں کہیں اس نے ان کی شاعری کو عارفانہ اور فلسفیانہ رخ دے دیا ہے۔ جب شاعری میں فلسفہ، تخیل اور تصور کا لازمی جز بن جائے اور طرزِ حیات ہی نہیں تخلیقی کائنات میں رچ بس جائے تو وہ بہترین کا نامہ بن جاتا ہیں۔ فراق اور فیض کی شاعری میں فطرت کے حسین رنگوں کا جو عکس ہے وہ انہیں کی دین ہے یہ اثرات ان کے تنقیدی رجحانات میں بھی نظر آتا ہے۔ فراق اور فیض کی شاعری میں ہندستانیت روح کر چھائی ہوئی ہے۔ جس میں اپنے وطن کی مٹی کی خوش بو بھی ہے اور فضا کی دھوم بھی ہے جس میں اس کی شاعری اور زندگی پروان چڑھی۔ اپنی تہذیبی قدروں کو وہ نظر انداز کر

پاتے جواس ملک کی قدیم میراث ہیں۔

فراق اور فیض اردو کے ممتاز غزل گو اور بیسویں صدی کے مقبول ومنفرد شاعر ہیں۔ان کی شاعری میں برصغیر کی ہر سیاسی سماجی اور ادبی تحریکات کی بازگشت، صاف سنائی پڑتی ہے ان کی شاعری میں صداقت پائی ہے۔ یاس اور ناامیدی کے بجائے ان کے یہاں مردانہ ار حالات سے مقابلہ بھی ملتا ہے۔امید پرستی زندگی پر اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ان کی فنکاری ہمیں حوصلہ اور ہمت عطا کرتی ہے یہی ہمیں زندگی سے محبت کرنا سکھاتی ہے۔فراق اور فیض کی شاعری بڑی پرکشش ہے۔اس میں پرانی شاعری کی رچی کیفیت ہی نہیں بلکہ ایک نیا رچاؤ ہے انگریزی ادب کا اثر بھی ہے ایشائی تہذیب کے عناصر بھی ہے۔ان کا ذہن منظم اور فنی شعور بہت ترتیب یافتہ ہے۔ وہ ہر بات نہایت واضح طور پر بڑی آسانی سے کہہ دیتے ہیں۔آپ دونوں کلاسیکی مزاج رکھتے تھے روایت پرست تو نہیں ہاں استفادہ ضرور کیا۔فراق اور فیض کی غزلیں جذباتی رومانیت کے ساتھ ساتھ حقیقت پسندی کی بھی جھلک صاف نمایاں ہے۔دنیا کے تمام انسانوں کا درد وغم ان کی غزلوں میں نظر آتا ہے۔

فراق اور فیض کی شاعری اپنے وقت اور حالات پر بہت خوبصورت تبصرہ ہے۔ان کا زمانہ سیاسی، سماجی طور پر بڑی ہلچل کا زنانہ تھا۔جس کا اندازہ ہمیں ان کی شاعری سے بخوبی ہوتا ہے۔فراق اور فیض کیا شعار کے ایک ایک لفظ سے ہمیں ان کے زمانے وقت اور حالات کی کشمکش کا احساس ہوتا ہے۔آپ نے عملاً مزدورون کے مسائل سے دلچسپی لی۔ فراق اور فیض کا مغربی ادب کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔فراق کی غزلوں کا خاص موضوع حسن وعشق ہے ان کی عشقیہ شاعری ہے۔جس میں ایک خاص جمالیاتی احساس بڑے دلکش انداز میں موجود ہے۔ ایک والہانہ پن اور سرشاری ہر جگہ موجود ہے کہیں کہیں بلا کا سوز وگداز اور غم انگیزی ہے۔غم اور مسرت دونوں ساتھ ساتھ ملتے ہے۔چند اشعار ملاحظہ ہوں :

کس لیے کم نہیں ہے درد فراق   اب تو وہ دھیان سے اتر بھی گئے

فضا تبسم صبح بہار تھی لیکن
اب تو وہ دھیان سے بھی اتر گئے

زندگی کیا ہے آپ سے اے دوست
سوچ لے اور اداس ہو جائیں

موت کا بھی علاج ہے لیکن
زندگی کا کوئی علاج نہیں

اس دور میں زندگی بشر کی
بیمار کی رات ہو گئی ہے

عمر فراق نے یوں ہی بسر کی
کچھ غمِ دوراں کچھ غمِ جاناں

ہزار بار زمانہ ادھر سے گزرا ہے
نئی نئی سی ہے کچھ تیری رہ گزر پھر بھی

ایک مدت سے تری یاد بھی آئی نہ ہمیں
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں

فراقؔ کا عشق انسان کا عشق تھا۔ایسا عشق جو دل ودماغ میں ستاروں کی چمک اور سوز و گداز پیدا کر دے۔فراق نے غزل کو نئے انداز نظر اور نئے تہذیبی شعور سے آشنا کیا۔اور اسی نسبت سے ان کے یہاں نئی تشبیہات کے بھی نمونے ملتے ہیں ۔اردو کی عشقیہ شاعری کو بھی انھونے آپ نے نئے فکری زاویے سے دیکھا۔فراق کو جمالیات کا شاعر یا شاعرِ جمال بھی کہا گیا ہے لیکن فراق کی جمالیات صرف حسن وعشق تک محدود نہیں ہے۔یہ حقیقت ہے کہ ابتداً ان کے یہاں بھی حسن وعشق کے روایتی مضامین ہیں لیکن رفتہ رفتہ جب انھوں نے اپنی آواز کو پالیا تو اس میں ہندوستانی تہذیب،فطرتِ انسانی اور زبان وبیان کا ایسا رس گھل گیا جو آگے چل کر ان کی اپنی آواز اور اپنی پہچان بن گیا۔مناظرِ قدرت سے تو فراق بچپن سے ہی متاثر تھے آگے چل کر فراق نے انھیں زبان دے دی،خصوصاً نظموں میں اس کا جادو بولتا نظر آتا ہے۔غزلوں میں بھی اس کیفیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

فراق اور فیض کی شاعری صرف حسن وعشق کے جلوؤں تک ہی محدود نہیں ہے اس میں زندگی اور زمانے کے مسائل اور تقاضے بھی شامل ہیں۔ وہ انسان کی زندگی میں پائی جانے والی محرومیوں اور ناکامیوں کو خوب سمجھتے ہیں۔فراق اور فیض پوری کائنات کو لے کر چلنا چاہتے ہیں جس میں غم دوراں بھی ہے اور جاناں بھی ہے۔ان تمام خوبیوں کی آمیزش نے فراق اور فیض کی

غزلوں کو جلا بخشی ہے ۔ فراق اور فیض کی عظمت کا راز ان کی شاعری اور نثر ہی نہیں بلکہ ان کی شخصیت کا انوکھا پن بھی ہے۔تشبیہوں اور استعاروں میں ہندوستانی عنصر ہے ۔ان کی غزل گوئی میں نئی علامتوں کا درجہ رکھتے ہیں۔

فراقؔ اور فیضؔ کا مغربی ادب کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔یہی وجہ ہے کہ انھوں نے زندگی کو اس کی تلخیوں کو اس کی رنگینیوں کو اور زمانے کے نشیب وفراز کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔فرسودہ تہذیب شان وشوکت اور عیش وعشرت کا اظہار انہوں نے غزل اور نظم میں بخوبی کیا ہے۔فیض اور فراق نے پرانی روایات کو ایک نئے رچاؤ کے ساتھ پیش کیا ہے اور پرانی علامتوں کو نئے پس منظر میں پیش کیا ہے۔ساتھ ہی پرانی روایات کا احترام بھی کرتے ہیں۔

فیض احمد فیض انتہائی سادہ اور خوبصورت شخصیت کے مالک تھے ان کا مزاج بہت نرم تھا اور مزاج کی یہ نرمی ان کی شاعری میں جگہ جگہ محسوس کی جا سکتی ہے۔تمثیلی پیرائیہ اور رمز وکنایہ فیض کی اشاعری کا اہم جزو ہے۔فیض کی ابتدائی شاعری کا محرک انتظار اور تنہائی ہے۔انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے اپنے عہد کو جس انداز سے پیش کیا ہے وہ بھرپور اور نہایت موثر انداز میں ہے۔یہ قابل تعریف لائق تحسین ہے۔وہ خاص طور سے اپنے وقت کے اپنے عہد کے مظلوموں، دبے کچلے افراد وطبقات اور اقوام کے لیے اظہار کا وسیلہ بنے ہیں۔فیض غزلوں میں جذباتی رومانیت کے ساتھ ساتھ حقیقت پسندی کی جھلک نظر آتی ہے۔فیض کو ساری دنیا سے محبت تھی وہ ایک طرح سے علمی شہرت رکھتے تھے۔ترقی پسند ذہن رکھنے کی وجہ سے یوں بھی وہ قومی تعصب اور مذہبی تنگ نظری سے بالاتر ہوگئے تھے۔انھوں نے بارہا یورپ کا دورہ کیا رشیا گئے، وہاں کے اہل علم اور اصحاب ادب سے ان کی دوستی بھی تھی۔لیکن وہ ہندوستان کے وفادار تھے اور وفادار رہے۔ وہ ہر بات نہایت واضح طور پر بڑی آسانی سے کہہ دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند خوبصورت اشعار ملاحظہ ہوں :۔

متاع لوح وقلم چھن گئی تو کیا غم ہے کہ خون دل میں ڈبو لی ہیں انگلیاں میں نے

لبوں پر مہر لگی ہے تو کیا کہ رکھ دی ہے
ہر اک حلقہ زنجیر میں زباں میں نے

مقام فیض میں کوئی راہ میں جچا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے

دنیا نے تیری یاد سے بے گانہ کر دیا
تجھ سے بھی دل فریب ہیں غم روزگار کے

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

گلوں میں رنگ بھرے بادنو بہار چلے
چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے

دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شب غم گزار کے

رنگ پیراہن کا خوشبو زلف لہرانے کا نام
موسم گل ہے تمہارے بام پر آنے کا نام

فیض احمد فیض کی ساعری حسن معنیٰ کا بڑا حسین امتزاج ہے۔فیض کے یہاں جو انداز نظر اور طرز فکر ان کی غزلوں کو ایک خاص رنگ و آہنگ بخشتا ہے اس کا اندازہ ان کی غزلوں سے بھی ہوتا ہے۔فیض کا وہ لہجہ جو تمام تر دکھ اور تکلیف کے باوجود زندگی سے بھرپور ہے کہیں جمود طاری نہیں ہے۔درد تو ہے مگر کہیں بھی شکست کا احساس نہیں ہے۔سخت حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے کہیں بھی غصہ اور نفرت کے ساتھ نظر نہیں آتے بلکہ اپنی بات سمجھا کر نرمی اور شائستگی کے ساتھ کرتے ہیں۔

فراق اور فیض نے تمام شعری محاسن کو جس وضع داری سے نبھایا ہے وہ قابلِ تعریف ہے۔فیض اور فراق بذات ایسے انسان تھے جن کے دل میں دنیا کا درد سمٹ کر آ گیا تھا۔جو دوسروں کی تکلیف کو دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں۔انہوں نے ہمیشہ ایک ایسی دنیا کی تمنا کی جہاں لوگوں میں ایک دوسرے سے محبت ہو اور یہ پاک جذبہ ان کی شاعری کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے۔آپ دونوں نے اپنے اس فن کو خون جگر سے سینچا ہے۔فراق اور فیض کی نظمیں اور غزلیں اپنے اندر ان گنت خوبیوں کو سموئے ہوئے ہیں جو اردو شاعری کی جان ہیں۔

کتابیات :-

[1] تلاشِ فکروفن - پروفیسر حدیث انصاری

[2] اردوغزل گوئی -فراق گورکھپوری

[3] اردوغزل کی روایت اور ترقی پسند غزل - ممتاز الحق

[4] اردوغزل اور ہندوستانی ذہن وتہذیب- پروفیسر گوپی چند نارنگ

[5] بیسویں صدی کے اردو شعروادب پر سرسید تحریک کے اثرات -ڈاکٹر سید فیروز علی

[6] مولانا حالی اور شبلی کا فکری شعور کا موازنہ - ڈاکٹر حلیمہ بانو

☆☆☆